۱۹۴۰ء میں سوویت یونین اور ایران کے مابین ہونے والے معاہدہ کے تحت بحیرۂ کیسپین کے قدرتی وسائل کے ذخائر کو ایران اور سوویت یونین کی مشترکہ ملکیت قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ ان ذخائر کے نصف پر ایران اور نصف پر سوویت یونین کے حق ملکیت کو تسلیم کیا گیا تھا۔ اب جبکہ سوویت یونین بکھر چکا ہے اور بحیرۂ کیسپین کے سواحل پر واقع چار آزاد ریاستیں وجود میں آچکی ہیں تو اب تقسیم کا فارمولا کس اصول کے تحت طے کیا جائے گا؟ آیا اب بھی نصف ذخائر کا مالک ایران ہوگا اور باقی نصف کی یہ چاروں نو آزاد سابق سوویت ریاستیں؟ یا پھر پانچوں ممالک کے درمیان بحیرۂ کیسپین کے ذخائر کی تقسیم مساوی بنیاد پر عمل میں لائی جائے گی؟ اُمید ہے نومبر میں ہونے والے متعلقہ ممالک کے وزارتی کمیشن کے اجلاس میں اس قسم کے پیچیدہ سوالات کو حل کرنے کی طرف پیش رفت کی جا سکے گی۔

علاقائی تعاون

ایکو سربراہ کانفرنس: کیا منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی طرف پیش رفت ہو گی؟

۱۳ اور ۱۴ مئی ۱۹۹۷ء کو وسطی ایشیا کی ریاست ترکمنستان کے دارالحکومت اشک آباد میں اقتصادی تعاون کی تنظیم ایکو (ECO) کی دو روزہ غیر معمولی سربراہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں ایکو کے دس رکن ممالک نے شرکت کی۔ کانفرنس کے انعقاد کا مقصد رکن ممالک کے درمیان باہمی روابط اور ان کی بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی کے لیے سڑکوں، ریلوے لائنوں، بحری اور فضائی مواصلاتی سہولتوں اور تیل و گیس کی پائپ لائنوں کی تعمیر کے منصوبوں کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اقدامات پر اتفاق کرنا تھا۔ سربراہ کانفرنس میں معزول افغان صدر پروفیسر برہان الدین ربانی نے افغانستان کی نمائندگی کی۔ کابل سمیت افغانستان کے بیشتر علاقوں پر طالبان کے قبضے کے باوجود پروفیسر برہان الدین ربانی کی کانفرنس میں سربراہِ مملکت کی حیثیت سے شرکت اس لیے بھی معنی خیز تھی کہ اسلامی ممالک کی تنظیم نے جکارتہ میں منعقدہ وزراءِ خارجہ کے اجلاس میں ربانی حکومت کی رکنیت ختم کر دی تھی۔ ایکو تنظیم کے ممالک بھی OIC کے رکن ہیں، اس لیے اُنہیں چاہیے تھا کہ وہ تنظیم کے اس فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے افغانستان کی نمائندگی کے مسئلہ کو افغان بحران کے تصفیہ تک

مؤخر کر دیتے۔ ایسا کر کے طالبان کی "قبل از وقت ناراضگی" مول لینے سے بچا جا سکتا تھا۔ لیکن یوں لگتا ہے کہ پاکستان کے علاوہ تنظیم کے دیگر ارکان طالبان کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے۔ پروفیسر برہان الدین ربانی کی ایکو سربراہ کانفرنس میں بطور صدر افغانستان شرکت ایک اور حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے اور وہ یہ کہ افغانستان کے مسئلہ پر تنظیم کے رکن ممالک کو اعتماد میں لینے سے متعلق اسلام آباد نے مؤثر سفارت کاری سے کام نہیں لیا۔ اور نتیجتاً اسے تنظیم کے سربراہ اجلاس میں خفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اسلام آباد کو اپنی اس ناکامی کا احساس بہت تاخیر سے ہوا اور اس نے تنظیم کے سربراہ اجلاس کے بعد جس "شٹل ڈپلومیسی" کا آغاز کیا ہے اس کا مقصد ماضی کی لغزشوں کا مداوا کرنا ہے۔

افغانستان کی موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ شمال میں جنرل عبدالرشید دوستم کے خلاف خود اس کے ایک فوجی جرنیل عبدالمالک پہلوان نے بغاوت کر کے اسے ملک سے فرار ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ طالبان نے بھی دوستم کے خلاف بغاوت میں جنرل عبدالمالک کی مدد کی۔ بغاوت کے نتیجے میں مزار شریف، سالانگ سرنگ اور دیگر اہم علاقوں پر طالبان اور جنرل عبدالمالک کی فوجوں کا قبضہ ہو گیا۔

بعد میں طالبان اور جنرل عبدالمالک کے درمیان اختلافات اور غلط فہمیوں کے نتیجے میں فریقین کے درمیان مسلح تصادم تک نوبت آن پہنچی اور طالبان کو اس تصادم میں بھاری جانی نقصان اٹھانے کے بعد پسپا ہونا پڑا۔ امکان یہی ہے کہ جب تک طالبان کے شمالی افغانستان پر قبضے کی صورت میں وسط ایشیائی دارالحکومتوں کو لاحق "سیکورٹی کنسرنز" کو رفع کرنے کی غرض سے انتہائی تاخیر سے شروع کی گئی پاکستانی سفارتی کوششیں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتیں اس وقت تک نہ صرف افغانستان میں جنگ کے شعلے بھڑکتے رہیں گے بلکہ تنظیم کے رکن ممالک کے دارالحکومتوں میں پاکستان کی افغان پالیسی سے متعلق شکوک و شبہات کی فضا بھی قائم رہے گی۔ اور نتیجتاً ان ممالک کے ساتھ تجارتی روابط کے قیام کے لیے شاہراہوں، پائپ لائنوں اور دیگر مواصلاتی سہولتوں کی تعمیر کے منصوبوں کے آغاز سے متعلق اسلام آباد کے خواہشات کی تکمیل مزید تاخیر کا شکار ہو گی۔

دوروزہ سربراہ کانفرنس کے اختتام پر ایک مشترکہ اعلامیے میں تیل اور گیس کی بالترتیب دو دو پائپ لائنوں کی تعمیر کے دو بڑے منصوبوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ تیل کی ایک پائپ لائن قازقستان سے ازبکستان، ترکمنستان اور افغانستان کے راستے پاکستان جبکہ دوسری وسط ایشیائی ریاستوں سے ایران کے راستے خلیج عرب (فارس) تک تعمیر کی جائے گی۔ ایک گیس پائپ لائن ترکمنستان سے ایران اور ترکی کے راستے یورپ، اور دوسری ازبکستان اور ترکمنستان سے افغانستان کے راستے پاکستان تک بچھائی جائے گی۔ ان پائپ لائنوں کی تعمیر پر اٹھنے والے اخراجات کا تخمینہ اربوں ڈالر لگایا گیا ہے۔

ترکمنستان سے پاکستان کے شہر ملتان تک گیس پائپ لائن کی تعمیر کے منصوبے پر ڈھائی ارب ڈالر کے اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ یہ منصوبہ دو سال تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ اس منصوبے کی

تکمیل سے دو ارب کیوبک فٹ گیس یومیہ حاصل ہو سکے گی۔ ترکمنستان سے پاکستان تک تیل کی پائپ لائن کی تعمیر کے مجوزہ منصوبے پر دو ارب ڈالر خرچ ہوں گے۔ مگر ان دونوں منصوبوں کی تکمیل کا دارو مدار افغانستان میں قیامِ امن پر ہے۔ افغانستان کی بہتر سیاسی صورت حال ہی مجوزہ منصوبوں کی تکمیل کی ضمانت فراہم کر سکتی ہے۔

تنظیم نے علاقائی جہاز رانی اور ہوائی سروس کے آغاز کے منصوبوں کی بھی منظوری دی۔ پاکستان اور ایران کے درمیان رابطہ کے لیے کرمان - زاہدان ریلوے لائن پر کام شروع ہے۔ کانفرنس کے اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ وسط ایشیائی ریاستوں کو سڑک کے ذریعے ایران، ترکی اور پاکستان کی بندرگاہوں سے ملانے کے منصوبوں پر جلد کام شروع کیا جائے گا۔ ان منصوبوں کی تکمیل کے نتیجے میں وسط ایشیائی ریاستوں - قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکمنستان اور کرغیزستان —— کو گوادر اور کراچی کی پاکستانی بندرگاہوں تک رسائی حاصل ہو جائے گی۔

اس سے قبل بھی تنظیم کے سربراہ اجلاس ہوتے رہے ہیں، مگر تنظیم کے رکن ممالک کے مابین مؤثر اقتصادی تعاون کے لیے درکار بنیادی ڈھانچے کی تعمیر سے متعلق منصوبوں کو تاہنوز عملی جامہ پہنانے کی طرف پیش رفت نہیں ہو سکی ہے۔ ۱۲ اور ۱۳ مئی کی سربراہ کانفرنس میں تعمیر و ترقی کے حوالے سے خواب تو بلاشبہ سہانے دکھائے گئے ہیں، مگر کانفرنس کے فیصلوں پر عمل درآمد میں افغان صورت حال کافی حد تک اثر انداز ہو سکتی ہے۔ بنیادی طور پر پاکستان ہی افغانستان کی سیاسی بے یقینی کی فضا سے متاثر دکھائی دیتا ہے۔ خطّے کے دیگر ممالک ایران اور ترکی وسطی ایشیا کے خطہ میں قدم جما چکے ہیں۔ پاکستان اور وسطی ایشیا کی ریاستوں کے درمیان اقتصادی تعاون کے فروغ کے لیے مجوّزہ منصوبوں کی تکمیل کا دارومدار افغانستان میں امن و استحکام کی بحالی پر ہے۔ لیکن اسلام آباد کو اس ضمن میں —— مستقبل کے متوقع اقتصادی شرکاء کو اعتماد میں لیے بغیر —— ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہیے تھے جن کے نتیجے میں اب اسے اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کی بحالی کے لیے بہت زیادہ محنت کرنی پڑ رہی ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ افغانستان میں امن و استحکام سے متعلق پاکستانی تصوّر الماتی، تاشقند، دوشنبے، اشک آباد، بشکیک اور ماسکو کے لیے بھی قابل قبول ہو۔ افغانستان کے مسئلہ پر علاقائی ممالک کی کانفرنس بلانے نیز مختلف افغان دھڑوں کے درمیان مذاکرات کے ذریعہ افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کے قیام کی کوششیں پاکستان کو طالبان حکومت تسلیم کرنے سے قبل شروع کر دینی چاہیے تھیں۔ اس صورت میں خطّے کے دارالحکومتوں میں پاکستان کی ساکھ کو پہنچنے والے نقصان سے بچا جا سکتا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ طالبان کے علاوہ افغانستان کی دیگر سیاسی [اور فوجی] قوتیں بھی ملک کے سیاسی افق میں خوش آئند تبدیلی لانے میں مؤثر کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ماضی میں افغان سیاست میں ان

کا نمایاں کردار رہا ہے۔ لہٰذا ایسی تمام طاقتوں کو افغان سیاست سے کاٹ پھینکنے کے بجائے سیاسی عمل میں ان کی شرکت ممکن بنانے کی کوششوں پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے۔ کیونکہ پورے افغانستان پر صرف ایک ہی تنظیم کی حکومت بھی مسئلہ کا دیرپا حل ثابت نہیں ہو سکتا۔

وسط ایشائی ریاستیں: بنیادی معلومات

ازبکستان: ریاستی خاکہ

جغرافیہ

محلِ وقوع: وسطی ایشیا، بحیرہ آرال کے ساتھ سرحد ملتی ہے۔ قازقستان اور ترکمنستان کے درمیان واقع ہے۔
حوالہ جاتِ نقشہ: ایشیا، آزاد ممالک کی دولتِ مشترکہ، معیاری وقت کے عالمی خطے

رقبہ

کل رقبہ: ۴۰۰،۴۴۷ مربع کلومیٹر۔ **زمینی رقبہ:** ۴۰۰،۴۲۵ مربع کلومیٹر۔ **زمینی سرحدیں:** ازبکستان کی کل ۶،۲۲۱ کلومیٹر لمبی سرحدیں ہیں۔ ۱۳۷ کلومیٹر لمبی سرحد افغانستان کے ساتھ، ۲،۲۰۳ کلومیٹر لمبی سرحد قازقستان کے ساتھ، ۱،۰۹۹ کلومیٹر لمبی سرحد کرغیزستان کے ساتھ، ۱،۱۶۱ کلومیٹر لمبی سرحد تاجکستان کے ساتھ جبکہ ۱،۶۲۱ کلومیٹر لمبی سرحد ترکمنستان کے ساتھ ملتی ہے۔ **سواحل:** ازبکستان خشکی میں گھرا ہونے کے باعث کھلے سمندر تک براہ راست رسائی سے محروم ہے۔ اس لیے اس کے سواحل نہیں ہیں۔ **نوٹ:** ازبکستان کی ۴۲۰ کلومیٹر لمبی سرحد بحیرہ آرال کے ساتھ ملتی ہے۔ **بحری حقوق سے متعلق دعوے:** کوئی نہیں۔ **بین الاقوامی تنازعات:** کوئی نہیں۔ **موسم:** زیادہ تر mid-latitude صحرا ہے۔ موسم گرما طویل اور گرم ہوتا ہے۔ موسم سرما معتدل رہتا ہے۔ مشرق میں نیم خشک چراگاہیں ہیں۔ **خطہ:** ریت کے ٹیلوں پر مشتمل زیادہ تر صحرائی ہے۔ آمو دریا اور سیر دریا سے نشیبی وادیاں سیراب کی جاتی ہیں۔ مشرق میں وادیٔ فرغانہ واقع ہے جسے کرغیزستان اور تاجکستان کے پہاڑوں نے گھیرے ہوئے ہے۔ مغرب میں سکڑتا ہوا بحیرہ آرال ہے۔
قدرتی وسائل: قدرتی گیس، پٹرولیم، کوئلہ، سونا، یورینیم، چاندی، تانبا، سیسہ اور جست، ٹنگسٹن اور مولب